91688 ـ گھر والوں كے علم كے بغير عرفی شادی كر لی اور اب گھر والے اس كی شادی كرنا چاہتے ہيں

سوال

ايك كنواری لڑكی نے خود ہی ايك شادی شدہ شخص سے ايك عالم دين اور دو گواہوں كے سامنے عالم دين كے گھر تھوڑے سے مہر كے عوض عرفی شادی كر لی، ليكن يہ شادی كسی كاغذ پر نہيں لكھی گئی بلكہ صرف زبانی كلامی ہوئی كيونكہ لڑكی كا والد فوت ہو چكا ہے، اور اس كا كوئی بھائی بھی نہيں اور لڑكی بالغ ہے.

اس شخص نے لڑكی سے رخصتی كے بعد دخول بھی كر ليا ہے اور وہ خفيہ طور پر ايك عرصہ تك خاوند اور بيوی بن كر رہ رہے ہيں ليكن اس كا لڑكی اور لڑكے كے خاندان والوں كو علم نہيں، بعد ميں انكشاف ہوا كہ يہ شادی مستقل طور پر چل نہيں سكتی كيونكہ خدشہ ہے كہ لڑكی كے خاندان والے ہر سوچ كو رد كر دينگے...

لڑكی كے گھر والوں نے لڑكی كی شادی كسی اور شخص سے كرنے كا سوچ ركھا جسے وہ پسند بھی كرتے ہيں اور انہيں لڑكی كے خفيہ رازوں كا علم نہيں اب اس لڑكی كو كيا كرنا چاہيے، كيا يہ شادی صحيح تھی اور اس سے طلاق لينا ضروری ہے ؟

اور يہ طلاق كس طرح ہو گی، كيا انہيں گواہوں كے سامنے زبانی طلاق ہو گي يا كيا كيا جائے، اور كيا دوسرے شخص كے ساتھ شادی كے وقت اس كے ليے ضروری ہے كہ اس نے شادی كی تھی، حالانكہ وہ آپريشن كے ذريعہ پردہ بكارت دوبارہ صحيح كروائے گی تا كہ شادی كے وقت رسوائی نہ ہو چاہے اس كی شادی ہو يا نہ ہو ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جمہور فقہاء كے ہاں نكاح صحيح ہونے كے ليے ولی كی موجودگی جو باپ اور پھر بيٹا ـ اگر عورت كا بيٹا ہو ـ اور پھر بھائی اور پھر بھائی كے بيٹے اور پھر چچے، اور پھر چچا كے بيٹے اسی طرح قريب سے قريب تك عصبہ مرد ولی ہو گا.

ليكن اگر ولی نہ ہو تو پھر حكمران يا قاضی ولی بنے گا كيونكہ رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" نكاح ولی كے بغير نہيں ہوتا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1881) اسے ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے.... اور اگر وہ اختلاف کریں تو اس کا حکمران ولی ہو گا جس کا کوئی ولی نہیں "

مسند احمد حدیث نمبر (24417) سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے اس لڑکی کی اس طریقہ پر شادی صحیح نہیں، کیونکہ یہ ولی کی غیر موجودگی اور موافقت کے بغیر انجام پائی ہے، اور اصل میں ان دونوں کے مابین علیحدگی اور تفریق کرانی ضروری ہے، اور اصل میں نکاح ہی غیر صحیح تھا اس لیے طلاق کی کوئی ضرورت نہیں.

لیکن بعض علماء کرام کے قول کو مدنظر رکھتے ہوئے - لیکن ان کا یہ قول ضعیف ہے - بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے اس لیے طلاق ضروری ہے، اور طلاق کے لیے خاوند طلاق کے الفاظ ادا کرے تو یہی کافی ہے، اور اس میں عقد نکاح میں گواہی دینے والے گواہوں کی موجودگی شرط نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور جب عورت فاسد طریقہ سے شادی کرے، تو اس کی آگے اس وقت تك شادی کرنا جائز نہیں جب تك کہ وہ اسے طلاق نہ دے یا پھر نکاح فسخ نہ کر دے " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 9).

اس لیے جب وہ اسے طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تو اس عورت کے لیے کسی اور سے نکاح کرنا جائز ہے.

دوم:

اس لڑکی کے لیے واجب ہے کہ اس سے شادی کے لیے آنے والے شخص کو اپنی پہلی شادی کہ بتائے، اور اس کے لیے پردہ بکارت صحیح کرانے کے لیے آپریشن کرانا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ خاوند کے لیے دھوکہ ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی دھوکہ اور فراڈ کیا وہ مجھ سے نہیں "

صحیح مسلم حدیث نمبر (101).

اور یہ تو اس وقت اور بھی یقینی ہو جاتا ہے کہ جب عقد نکاح میں لکھا جائے کہ لڑکی کنواری ہے، جیسا کہ سوال کرنے والی کے ملك میں پایا جاتا ہے.

اور جو بھی اس کے لیے مشکل اور حرج کا سبب ہو اسے بتانا ہو گا، کیونکہ اس نے خود ہی جرم کیا ہے اور یہ حرام شادی کی تھی، اور لوگوں کی نظروں میں عیب بنی تھی لہذا اسے اس کا نتیجہ بھی بھگتنا ہو گا.

لیکن اگر وہ اس سے اللہ کے ہاں سچی اور پکی توبہ کرتی ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتی ہے تو ان شاء اللہ اللہ تعالی اس کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری اور اپنی پسند کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .